مختصر احوال محمد یحییٰ مرحوم

جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب - بھائی پھیرو

زائرِ حرمین محمد یحییٰ ولد محمد عبدالوحید جو دورانِ حج ہی میں رحلت فرما گئے، اُن کی عمر تقریباً ۷۱ سال تھی (تاریخ پیدائش ۱۹۱۸ء) - وہ سکندرپور، ضلع مین پوری (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے اور ۷ جولائی ۱۹۸۹ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی ـــ

محمد یحییٰ صاحب نے ۱۹۴۱ء میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ترجمان القرآن پڑھا - پھر خطبات پڑھ کر جماعت اسلامی کے رُکن بن گئے - مولانا سے خط وکتابت کے بعد زمینداری، نمبرداری اور تمام مصروفیات چھوڑ کر اللہ کی طرف ہجرت کر کے اور اقامتِ دین کا جذبہ لے کر دارالاسلام (متصل پٹھانکوٹ) چلے آئے -

محمد یحییٰ صاحب مرحوم کی ترجمان القرآن سے وابستگی شروع ہی سے رہی - بطور ایک کلرک ادارے میں شامل ہوئے - اور ہر قسم کی ڈیوٹی سرانجام دی -

۱۹۴۲ء سے ۱۹۵۰ء تک (اس دوران میں تشکیلِ پاکستان ہوئی) ادارے میں کام کرتے رہے - پھر ذیلی مرکز راولپنڈی میں چلے گئے - اس ذیلی مرکز کو مولانا اصلاحی صاحب، مولانا مسعود عالم ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد عبدالجبار غازی صاحب مرحوم چلا رہے تھے، تھوڑے عرصہ بعد واپس اچھرہ مرکز جماعت میں چلے آئے - اور ۱۹۵۸ء تک مرکزی دفتر میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے - جب مارشل لگا تو دفتر بند ہو گیا - اور یحییٰ صاحب فارغ ہو گئے -

مرکز سے فارغ ہو کر دو سال لاہور میں رہے۔ تسنیم میں کام کیا ——— پھر تجارت کرتے رہے۔ مولانا کو محمد یحییٰ صاحب پہ پورا بھروسہ تھا اور ہر راز کی بات میں اور ذمہ داری کے کام میں یحییٰ صاحب کو شریک رکھتے۔ تسنیم اور بتول کے پرنٹر پبلشر کی حیثیت سے محمد یحییٰ صاحب مولانا کے اعتماد پہ پورے اترے۔

موضع سندھو میں زمین الاٹ ہونے کے بعد مستقل طور پہ سندھو میں آباد ہو گئے۔ شروع میں چند سال الاٹ منٹ اور زمین کی آبادکاری میں لگ گئے۔ جب ۱۹۷۰ء کا الیکشن آیا تو پھر ایک فیلڈ ورکر کی حیثیت سے جماعت کے لیے دیہات میں کام شروع کر دیا۔ دیہات میں جماعت کی دعوت پھیلائی۔ سیاسی اور خدمتِ خلق کا بھرپور کام کیا۔ علاقے کے وڈیروں کے ظلم و ستم کے مقابلے میں غریب اور پریشان حال لوگوں کی تھانے، تحصیل، ضلع اور سکریٹریٹ تک میں مدد کی۔ دیہات میں تھانہ ہی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ہوتا ہے۔ یحییٰ صاحب نے بڑی محنت، جانفشانی اور قربانیاں دے کر ضلع بھر کے تھانوں میں ایک مقام بنایا۔ ان کی اس پہلو میں نمایاں خدمات ہیں۔ کمال یہ ہے کہ:

۱۔ کبھی کسی افسر کو رشوت نہیں دی۔

۲۔ تھانوں پہ سیاسی دباؤ، جلوسوں، جلسوں، اخباری بیانوں اور بالائی نظم کے ذریعے ڈال کرتے تھے۔ افسرانِ بالا تک بھی رسائی تھی۔

۳۔ ہر مظلوم کی بلا امتیاز ذات، برادری مدد کیا کرتے تھے۔

۴۔ ہر ظالم کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق سنانے کے ارشاد پہ پورا پورا عمل کیا کرتے تھے۔ خواہ کتنا ہی بڑا افسر ہو، بلا دھڑک حق بات کہہ دیتے تھے۔ جاگیردار، چوہدری اور سیاسی وڈیرے یحییٰ صاحب کی حق گوئی سے ہمیشہ مرعوب ہی رہے۔ اس سلسلہ میں ان کی جرأت رندانہ بے مثال تھی۔ کھلی کچہری میں، مجلس میں، پنچایت میں، حق کی حمایت میں اور ظلم کے خلاف ایک شمشیر برہنہ بن جایا کرتے تھے۔ ان کو دیکھ کر بہت سے مظلوموں میں جذبہ پیدا ہوا اور "ماحجہ" اب اللہ کے

کرم سے حق کی بات کرنے والوں سے بھرا پڑا ہے، جب کہ اس علاقے میں کسی کے حق کی بات تو الگ ہے اپنا حق مانگنا بھی ایک مشکل امر تھا۔

۱۹۷۷ء کے انتخابات میں انہیں خدشہ تھا کہ کہیں قومی اتحاد کے امیدواروں کو پیپلز پارٹی والے اغوا نہ کرلیں۔ چنانچہ انھوں نے بڑی منصوبہ بندی سے کاغذاتِ نامزدگی داخل کروانے کا طریقہ وضع کیا۔ ذمہ دارانِ جماعت بشمول یحییٰ صاحب اغوا ہونے کے باوجود کاغذاتِ نامزدگی داخل ہوگئے، اور بڑے تاریخی انداز میں داخل ہوئے۔ اس طرح یحییٰ صاحب کے دانشمندانہ منصوبے سے قومی اتحاد اور جماعتِ اسلامی کو فائدہ پہنچا۔ اور پیپلز پارٹی والے بہت خوار ہوئے۔ اس اغوا کی نازک گھڑی میں یحییٰ صاحب نہ تو گھبرائے، نہ کسی نرمی کا مظاہرہ کیا، بلکہ بڑی بہادری اور صبر و سکون سے مخالفین کا وار سہہ گئے۔ اس وقت یحییٰ صاحب کی سیاسی پختگی نے جماعت کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اور چند ماہ ہی میں جماعتِ اسلامی دیہات میں ایک قوت بن کر ابھر آئی۔

بعد ازاں تحریکِ مصطفیٰ کو بھی یحییٰ صاحب نے ایک مرکزی کارکن کی حیثیت سے چلایا۔ اور بھرپور انداز میں چلایا۔

ذاتی طور پر وہ کفایت شعار تھے۔ وہ نظریۂ کفالت کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کارکن کو اُس کی ضرورت کے مطابق معاوضہ ملنا چاہیے، نہ کہ اس کے عہدہ کے مطابق۔ وہ اپنے آپ کو بھی ایک کارکن ہی سمجھتے تھے۔ شروع میں غربت اور ہجرت کی وجہ سے تنگی تھی۔ بعد میں جب زمین صحیح انداز میں کاشت ہونے لگی تو خوش حالی آئی۔ لیکن یحییٰ صاحب نے اپنا رہن سہن نہیں بدلا۔ وہی سادہ لباس، سادہ خوراک، سادہ طرزِ بود و باش، فقیرانہ معاشرت اور کچا مکان، یہ تھی یحییٰ صاحب کی دنیا۔ آمدنی کا بیشتر حصہ زراعت کی ترقی اور جماعتی سرگرمیوں کے لیے خرچ کرتے۔

لین دین میں بہت بااصول تھے۔ ان پر بڑی غریبی آئی۔ لیکن وہ موت کے وقت بھی کسی کے مقروض نہ تھے۔ ورثا کے لیے وہ کچھ فائدے ہی چھوڑ کر گئے ہیں۔ کوئی مقدمہ یا لڑائی جھگڑا یا قرضہ چھوڑ کر نہیں گئے۔

ان کی نمایاں خوبی منصوبہ بندی تھی - دیہات میں جماعتِ اسلامی کا کام کرنے کا منصوبہ بنایا - تبلیغی وفود کے ساتھ بستی بستی گئے - کنووں اور ٹیوب ویلوں پر راتیں گذاریں، لوگوں کے ذاتی دکھ درد میں شریک ہوتے، مظلوموں کی دادرسی میں تعاون کیا، چنانچہ یحییٰ صاحب کی منصوبہ بندی کی کامیابی کی دلیل یہ ہے کہ آج علاقے میں کوئی بستی ایسی نہیں جس میں جماعت اسلامی کے ساتھ محمد یحییٰ صاحب کا تعارف نہ ہو - اگر ان کی شکل سے واقف نہیں تو اس کا نام ضرور شناسا ہے - اسی طرح زراعت کا منصوبہ بنایا - جماعتِ اسلامی کو ایک سیاسی قوت بنانے کا منصوبہ تیار کیا - جماعت اسلامی کی مالیات کی منصوبہ بندی کی - الیکشن کے لیے بھی منصوبہ تیار کیا - غرض انہوں نے گذشتہ ۲۰ سال میں علاقہ بھائی پھیرو میں ایک خاص منصوبہ بندی سے جو کام شروع کیا - آج وہ برگ و بار لا چکا ہے - اور الحمد للہ علاقے میں جماعتِ اسلامی ایک سیاسی قوت ہے -

ان کی سب سے بڑی خوبی وہ استقامت ہے جس کی گواہ ان کی زندگی تھی - ۱۹۴۲ء میں آدھے گاؤں کی زمینداری چھوڑ کر اللہ کے لیے گھر سے نکلے مشکل امتحانات سے گذرے - جیل اور فاقے تک نوبت پہنچی - لیکن پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی - مرتے دم تک اپنے نصب العین (فریضہ اقامتِ دین) چمٹے رہے - یہ ان کے خلوص کی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کا ثبوت ہے کہ ان کی موت بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں آئی - اور مکہ مکرمہ میں دفن ہونے کی سعادت نصیب ہوئی -

بعض اوقات تنقید کرتے ہوئے یحییٰ صاحب سخت زبان استعمال کر جاتے تھے - اور رفقاء کو یہ تنقید بری لگتی تھی - اصل میں سخت زبان نہیں، بلکہ سخت لہجہ تھا جو اول روز سے ان کی ادائے خاص تھا - البتہ یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے ہمیشہ جماعتِ اسلامی کے مفاد میں ہی سختی کی - اور ان کی محبت اور غصہ دونوں اللہ ہی کے لیے ہوا کرتے تھے - ان کی تنقیدیں ذاتی تسکینِ نفس کے لیے نہ ہوتی تھیں - وہ کردار میں بھی بے لوث تھے اور گفتار میں بھی بے باک!

ان کی وفات سے جماعتِ اسلامی ایک مدبر، ایک مخلص اور تجربہ کار کارکن سے محروم ہو گئی ہے۔ بھائی پھیرو کے کارکن تو محسوس کرتے ہیں کہ شجرِ رحمت کا سایہ ان کے سروں سے اٹھ گیا ہے۔ یحییٰ صاحب کی موت علاقہ بھائی پھیرو کی جماعتِ اسلامی کا ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی نیکیاں قبول فرما دے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چل کر دین کی خدمت کی توفیق دے۔

(بقیہ جوابِ آں غزل)

روحی فداہ کی حدیث " لا مجتمع اُمتی علی الضلالۃ " (میری اُمت ضلالت پر متفق نہ ہوگی) یاد رکھیے۔

آپ نے بعض اُردو کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ وہ سب تیسرے درجہ کی کتابیں ہیں، ایک محقق و محدث کی کتاب کا نام آپ کو دیتا ہوں، وہ پڑھیے: یعنی " یزید اہلِ بیت کی نظر میں " تصنیف مولانا عبدالرشید نعمانی جو لغات القرآن کے مصنف ہیں، ایک دوسری تازہ کتاب بھی: " المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ تصنیف مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندوی " شائع کردہ مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی۔ یہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت میں سے ہیں اور عالمِ اسلام کے مانے ہوئے عالم ہیں۔

آخر میں عرض ہے کہ مولانا مودودیؒ کی کتاب " خلافت و ملوکیت " بہت اچھی اور صحیح کتاب ہے، اُن کی کتابوں سے ہزاروں نہیں لاکھوں انسان اسلام کے راستے پر آئے عباسی کی کتاب سے ایسا نہیں ہوا۔